سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اطاعتِ رسولؐ کے انقلابی اثرات
(۴)

نحمده ونصلي على رسوله الكريم اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم. وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدونني لايشركون بي شيأ ومن كفر بعد ذالك فاولئك هم الفاسقون. (سورۃ نور آیت ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں وعدہ کرلیا ہے کہ ان کو البتہ ملک میں اس طرح حاکم بنادیں گے جس طرح حاکم بنایا پہلے لوگوں کو اور ان کے لئے اس دین کو جو ان کیلئے پسند کردیا جمادیں گے۔ اور ان کے خوف کے بدلے ان کو (اللہ) امن دے گا (یہ لوگ) میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ اس کے بعد جو لوگ ناشکری کریں گے پس وہی لوگ نافرمان ہونگے۔

اعزازات صحابہ کرام:

گزشتہ جمعوں سے امیین عرب جو باطل مذہب اور زر'زن' زمین کے خاطر آپس میں لڑتے رہے جب پیغمبر علیہ السلام نے ان کے سامنے حق ظاہر کردیا ان میں سے جن لوگوں نے اپنے آباؤ اجداد کے لادینی عقائد و نظریات سے توبہ تائب ہوکر نبی برحق کی دعوت پر لبیک کہا ان کا ذکر ہورہا ہے کہ خدائی دعوت کی قبولیت کے نتیجہ میں ان کی کایا ہی پلٹ کر وہ محمد الرسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم (سورۃ الفتح'۲۹) ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔

اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ جیسے القابات سے مالا مال ہوئے یہ وہ اعزازات ہیں جو انبیاء اور سرور کونین ﷺ کے بعد ان کی عظمت وتفوق پر دلالت کررہے ہیں۔

صحابہ مقتدیٰ بنے:

دعوت اسلام قبول کرنے سے پہلے وہ عام آدمی اور دوسروں کے تابع اور مقتدی بنے ہوئے تھے جب حلقہ

بگوش اسلام ہوکر اپنا تن من سب کچھ اللہ ورسول کے حوالہ کر کے فنافی اللہ ہو گئے تو رہتی دنیا کے لئے متقدا بن گئے۔ دین اسلام کی سربلندی اور پھیلانے کے لئے اپنے نفوس اور مال ومتاع کو قربان کرنے کے لئے ان میں مقابلہ ہوتا۔ الغرض ان نفوس قدسیہ نے ایمان وعمل صالح واخلاق نبوی ﷺ پر چلنے اور آپس میں اتفاق ومحبت کی شرائط جب پوری کی تو رحیم وکریم ذات نے بھی ایفائے عہد کا وعدہ پورا کر دکھایا

عقبہ بن نافع کا درندوں کو خطاب وثمرات:

حضرت والد صاحب شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ‘ اپنے مواعظ میں جو مختصر جامع اورعبرت آموز سے واقعات بھرپور ہوتے اطاعتِ احکم الحاکمین کے صلہ میں اللہ کی غیبی نصرت کے عجیب وغریب واقعات سناتے الفاظ انتہائی سادہ‘ عام فہم مگر اصلاح کے طلبگاروں کے لئے تریاق کا کام دیتے۔ اسی موضوع پر افریقہ کے والی عقبہ بن نافع جو کہ جلیل القدر صحابی ہیں کے ایک سفر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مذکورہ صحابی اپنے فوج کے ساتھ ایک مشن پر روانہ ہوئے۔ افریقہ کے جنگلات کے گھنے ہونے اور ان میں انتہائی خطرناک جانوروں کی موجودگی کے قصے جو حضرات ان علاقوں کے سفر کر چکے ہیں ان کی زبانی آپ سنتے رہتے ہیں۔ حضرت عقبہ اوران کے ساتھیوں کو بھی اپنے منزل تک رسائی کے لئے درمیان میں ایک ایسے جنگل کو سر کرنے کا مسئلہ درپیش تھا۔ جنکا انسانی خون کے پیاسے اور جان کے دشمنوں میں شمار ہوتا ہے۔ شیر‘ بھیڑیے‘ سانپوں اور دیگر موذی حشرات الارض سے وہ علاقہ بھرا پڑا تھا۔ اس حصہ زمین کو عبور کرنا تو دور کی بات تھی وہاں ایک قدم رکھنا موت کا ازخود استقبال کرنے اور دعوت دینے کے مترادف تھا۔ رفقاء سفر نے اپنے امیر کو مشورہ دیا کہ ہلاکت اور موت سے محفوظ رہنے کی ایک ہی صورت ہے کہ اس جنگل کے درمیان سے گرزنے کا ارادہ ترک کیا جائے مگر اطاعتِ خداوندی کے جذبہ سے معمور اس بندۂ خدا نے یہ مشورہ قبول کرنے کی بجائے ایک اونچے ٹیلے پر چڑھ کر عقل ودانش سے خالی درندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا‘ اے جنگلی درندو! خبردار ہو جاؤ کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے حکم پر جان قربان کرنے والے صحابی ہیں‘ ہمارے یہاں آنے کی غرض صرف اور صرف کلمہ اللہ کی اشاعت اور تبلیغ دین ہے‘ تم اپنی مرضی سے ہمارے اس مقدس راہ میں روڑے اٹکانے کے بجائے راستے سے ہٹ جاؤ اگر اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی تو تمہارا وہی حشر ہوگا جس کا ہمارا مالک اور بادشاہ یعنی رب العالمین حکم فرمائے گا۔ ان کے خطاب کے ختم ہوتے ہی سارے کے سارے درندے جنگل سے بھاگ نکلے۔ راستہ پُرامن اور بےخطر ہوکر امیر اپنے رفقاء سمیت جنگل کو عبور کر گئے۔

عہد الست: مسلمان جب زبان وفعل سے کلمہ شہادت کا اقرار واذعان کر لیتا ہے تو وہ درحقیقت اسلامی احکامات‘ اوامر پر عمل کرنے اور منکرات ونواہی سے بچنے کا وعدہ اللہ کے سامنے کر دیتا ہے۔ عہد الست بھی وہی وعدہ اور معاہدہ ہے جو عالم ارواح میں بندوں نے اپنے رب العالمین سے کیا ہوا ہے۔ انسان نے جب بھی اللہ سے اپنے کئے وعدوں کو نبھایا۔ خطبہ کے ابتداء میں تلاوت شدہ وعدہ کے مطابق رب کائنات نے پھر ایسے واقعات ان مقرب افراد

کے ہاتھوں رونما فرمائے کہ انسانی عقل دنگ رہ کر رتی برابر عقل رکھنے والا اقرار کئے بغیر نہیں رہتا کہ یہ سب کچھ قوتِ ایمانی کے سوا کسی اور چیز کا ثمرہ نہیں۔

تفویض و توکل کی برکات: سرکشی، نافرمانی اور اخلاق باختگی سے بھرے اس دور میں اولاد والدین کی، شاگرد استاذ کا، رعیت، امیر و بادشاہ کی، بیوی خاوند کی، غرض اپنے کو بڑے بڑے عقل کل سمجھنے والے اپنے علاوہ کسی دوسرے کا حکم ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور جب اسی انسان نے مکمل سپردگی، اطاعت، اللہ کی شنہشاہیت اور اقتدار کو من وعن تسلیم کرلیا۔ تو دشت وصحراء اور جنگلات کے وحشی جانوران کے سامنے سرِ تسلیم خم ہوکر انکے احکامات پر چلنے لگے۔ اسلام کے علاوہ کسی اور نام ونہاد باطل مذہب کے ایسے پیروکار قطعاً نہیں جنکے ذریعے حق تعالیٰ نے ایسے امور خوارق کا ظہور فرمایا۔

اللہ کے نیک بندوں پر خصوصی عنایات: ایسے عجائب وغرائب واقعات سن کر ایک صحیح العقیدہ مسلمان کا اپنے رب پر عقیدہ مزید محکم ومضبوط ہوجاتا ہے کہ جن لوگوں نے ہر چیز تقدیر الٰہی وتوفیق ایزدی کے سپرد کردی، انکو پہلے تو اس دنیا ہی میں قدرتی مدد ونصرت کے ذریعہ فتح وکامرانی اور خوشحالی کی نعمتیں ملیں، صرف یہ نہیں بلکہ جنت کے قیمتی انعامات بلند مراتب اور سب سے بڑھ کر نعمت عظمیٰ اللہ کے دیدار کی صورت میں ملے گی۔ پھر تو اسی انسان پر اطاعت ربانی کی برکت سے ایسے راحتوں کے دروازے کھلتے جاتے ہیں۔ جن کی جھلک کا اندازہ انبیاء کے سردار کے اس قول سے لگایا جاسکتا ہے۔ عن ابی ھریرۃ ان النبی ﷺ قال قال ربکم عزوجل لو ان عبیدی اطاعونی لاسقیتھم المطر باللیل و اطلعت علیھم الشمس بالنھار ولم اسمعھم صوت الرعد (رواہ احمد) ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا بزرگ وبرتر تمہارے رب نے فرمایا اگر میرے بندے میری تابعداری کریں گے تو یقیناً میں ان پر رات کو بارش برساؤں گا اور دن کو ان پر سورج طلوع کروں گا (حتیٰ کہ) ان کو بادل گرجنے کی آواز بھی نہ سناؤں گا۔

رات کی بارش کی منفعتیں: رحیم وکریم کی شان کریمانہ کو پھر دیکھئے کہ فرماتے ہیں کہ بارش پھر رات کو برساؤں گا کیونکہ بارش رب جلیل کی نعمتوں سے اہم نعمت اور انسانی ضرورت ہے۔ لیکن اس کے برسنے کے وقت انسان کے کئی امور میں تعطل بھی پیدا ہوجاتا ہے، جو کبھی کبھی انسان کے پریشانی کا باعث بن جاتا ہے۔ رات کو چونکہ آرام کا وقت ہوتا ہے۔ مشاغل ومصروفیات سے بے نیاز ہوکر انسان سونے اور آرام کا خواہشمند ہوتا ہے۔ تو رب کریم انہی مطیع اور فرمانبردار بندوں پر اپنی رحمت کا نزول بارش کی صورت میں فرمادیتا ہے۔ نہ کسی شغل میں رکاوٹ آتی ہے۔ بارش کی طلب اور ضرورت بھی حاصل ہوجاتی ہے۔ اور نیند کی صورت میں راحت سے بھی مالامال ہوجاتا ہے۔ پھر آپ حضرات کو خود اندازہ ہے کہ بارش کے دوران بادلوں کی گھن گرج اور بجلی کے چمکنے سے خوفناک اور ڈراؤنی آواز بھی پیدا ہوتی ہے، نیند کی حالت میں رب العزت اسی بندے کو ان ڈرانے والی آوازوں کے سننے سے بھی محفوظ کردیتا ہے۔ پھر مزید لطف وکرم کو دیکھئے کہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد دنیوی امور نمٹانے کا مرحلہ آتا ہے جو بادل وبارش کی صورت میں

ناممکن ہوتے ہیں تو وہی خالق و مالک اپنے انہی نیک و پاک بندوں پر احسان فرما کر آسمان پر صاف و شفاف سورج کو نمودار فرما دیتے ہیں۔ تاکہ سکون سے اپنے روز مرہ کے امور سر انجام دے سکیں۔

رزق اللہ ہی نے دینا ہے: کاش اگر آج امت کی اپنے خالق و مالک کے وعدوں پر دل سے یقین و اعتماد ہوتا تو نہ رزق کے لئے در در ٹھوکریں کھا کر ذلیل و خوار ہوتے اور نہ کفار و اغیار کے دست و بازو بن کر ان کے ہر حکم کے سامنے معذرت خواہانہ انداز اختیار کرتے۔ رزق کو انسان کے لئے پیدا کیا گیا ہے جیسے یہ تمام کائنات اللہ نے انسان کی خدمت پر مامور فرمائی۔ ہم یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ انسان رزق کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ یہاں سے انسان نے اپنا سب کچھ برباد کر دیا ہے ورنہ رب کا تو وعدہ ہے: ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لایحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شئی قدرا (سورۃ الطلاق آت ۲۔۳) ترجمہ۔ جو شخص اللہ سے ڈرے تو اللہ اس کے لئے (مشکل) سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اسے (اللہ) ایسی جگہ سے رزق پیدا فرما دیتا ہے جہیں سے (اس کے) وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا اور جو شخص (اپنے امور میں) اللہ پر توکل اور اعتماد کرے تو دنیا و آخرت میں اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ اپنے مراد کو پہونچنے والا ہے۔

(یعنی وہ اپنے ہر حکم اور فیصلہ نافذ کرنے کی مکمل صلاحیت اور قوت رکھتا ہے) اور بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کے لئے اندازہ مقرر کیا ہوا ہے۔

اسباب رزق کا اختیار کرنا سنت ہے: آج ہم یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہمیں جو کچھ مل سکتا ہے وہ صرف ہماری مساعی ہی کا نتیجہ ہے اگر کسب و کمائی کے وسائل و ذرائع اختیار کریں گے تو رزق ملے گا ورنہ قسمت میں بھوک و افلاس ہی ہوگی جبکہ مسلمانوں کی یہ شان نہیں وہ رزق و معاش کے اسباب اختیار کر کے اللہ کی اطاعت اور تابعداری کے ساتھ یہ عقیدہ رکھے گا کہ یا اللہ اسباب پر آپ کے حکم کے مطابق میں نے عمل کر دیا ہے کہ اسباب کا اختیار کرنا سنت ہے۔ اب دنیا و آخرت کے معاملات میں کامیابی آپ ہی کے قدرت اور توفیق پر موقوف ہے۔

راحت و سکون کیسے حاصل ہو: آج زمین کے وسیع و عریض خطہ کا بہت بڑا حصہ مسلمانوں کے زیر تسلط ہے' اربوں رعایا مسلمان' حکمران مسلمان وسائل بے انتہاء مدارس اور معاہد ہزاروں' وعظ و نصیحت کے محافل بے شمار' گلی گلی مسجد' منبر و محراب دینی احکامات سے بھرپور رسائل و جرائد کی بھرمار اس کے باوجود دین و دنیا ہر لحاظ سے تمام مسلمان ذلت و پستی کا رونا رو رہے ہیں۔ ملک و ریاست' دولت و عزت کے جو حقیقی اسباب ہیں اس کو ہم نے ترک کر دیا۔ ہر فرد بے چین ہے کہ مجھے عزت راحت و سکون کیسے حاصل ہو۔ سکون و راحت کے حصول کی خواہش صرف آرزو اور تمنا کی حد تک ہے' اس کے حاصل کرنے کے جو حقیقی تدابیر اللہ اور اس کے رسول نے بتلائے ہیں ان سے ہم نے مکمل صرف نظر کیا ہوا ہے۔ مسلم قوم اگر دنیا کے اقوام پر غالب ہوگی تو اس کے لئے اخلاق محمدی کو اپنانا ہوگا۔ دین و اسلام کا جھنڈا لیکر مقابلہ

کے لئے میدان عمل میں نکلنا پڑے گا۔ یہ وہ طاقت اور قوت ہے جس کا مقابلہ نہ دولت کر سکتی ہے اور نہ عددی اکثریت۔ نہ کفار کے توپ و تفنگ، راکٹ بم اور میزائل، شرط یہ ہے کہ مسلمان اللہ و رسول سے کیا ہوا وعدہ سچا دکھا کر ثبات اور استقلال سے مشکلات و مصائب کے سامنے ڈٹ جائیں۔

جماعت رسولؐ کا نصب العین: آپکو معلوم ہے حضورؐ نے جب کفارِ مکہ کو دعوت اسلام دی، ابتداء میں حضورؐ کے ساتھ صرف تین سرفروش مسلمان تھے۔ حضرت ابوبکرؓ خدیجہ الکبریٰؓ اور حضرت علیؓ ۔ مقابلہ میں کفار کی بے پناہ طاقت۔ مسلمانوں کی تعداد جب تیرہ ہوئی۔ علانیہ نماز پڑھنا بھی ان کے لئے مشکل تھا۔ حضرت دارِارقم کے گھر میں بند دروازے کے اندر نماز ادا کرتے رہے۔ غالب آنے کے ظاہری اسباب و وسائل کا نام ونشان ہی نہ تھا۔ دنوں کے دن گزرنے پر بھی حالت یہ تھی کہ کھانے کا ایک نوالہ بھی میسر نہ تھا۔ مگر ان پاک وصاف اور ایمان کے زیور سے مالا مال جماعتِ مقدسہ کا نصب العین دولت خوارک، اور اقتدار نہ تھا۔ صرف اور صرف اعلائے کلمۃ اللہ، کہ میں رہوں یا ختم ہو جاؤں مگر اللہ اس کے محبوب صلعم کے نام اور دین کا بول بالا ہو۔

طاقتور اسلحہ: مسلمان کا یہ ایسا مضبوط اور طاقتور اسلحہ ہے کہ اسکے سامنے پھر دنیا کی بڑی سی بڑی طاقت اور عددی کثرت صفر ہو کر رہ جاتی ہے۔ اسی عقیدہ اور اسلامی تعلیمات کو اپنانے کے بعد ان میں ایسا روحانی انقلاب آیا کہ قوت و طاقت اور فوجی لاؤلشکر کے غرور میں مست حاکم و سرداران کے سامنے اپنے آپکو کمزور تر اور بے بس سمجھنے لگے۔

نصرت اور فتوحات کے وعدے پورے ہوئے: اسی تبدیلی کو مالکِ کون ومکان نے ان بابرکت کلمات میں ذکر فرمایا: واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض تخافون ان یتخطفکم الناس فاٰوٰکم وایدکم بنصرہ ورزقکم من الطیبٰت لعلکم تشکرون (سورۃ انفال ۲۶)

ترجمہ: وہ زمانہ یاد رکھو جب تمہاری تعداد بہت کم تھی اور زمین پر تم کمزور سمجھے جاتے، تم اس وقت اس خوف میں رہتے کہ کہیں لوگ تم کو اچک نہ لے جائیں پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں (رہنے کے لئے) ٹھکانہ دیا اور اپنی امداد سے تم کو قوت دے دی اور تمہیں (پاک وصاف) رزق کے اسباب مہیا کر دیئے تاکہ تم (اللہ کے) شکر ادا کرنے والے بن جاؤ اللہ کی جانب سے اسی قوت و طاقت کے حاصل کرنے کے بعد انہی بھوک وافلاس کے مارے ہوئے قلندروں اور خدا مست مسلمانوں کے سامنے رزق کے انبار اور ڈھیر لگ گئے۔ تکبر و غرور اور عیش وعشرت کا تو ان کے ہاں تصور بھی نہ تھا۔ جہاد کے موقع پر مال غنیمت میں اپنے اپنے حصہ کے لاکھوں درہم و دینار فوراً حاجتمندوں اور مساکین میں تقسیم کر کے خود اور اپنے اہل وعیال کو بھوک اور افلاس کی حالت میں چھوڑ کر اپنے مالک و خالق کے سامنے بطور شکر سجدہ ریز رہتے۔

رب ذوالجلال ہم اور آپ بلکہ تمام امت مسلمہ کو حقیقی طور پر اپنی اور حضورؐ کی اطاعت کے جذبہ سے سرشار ہونے کی توفیق رفیق فرمادیں۔ آمین